از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:5 اگست 1964

کنور سنگھ

بنامِ

دہلی انتظامیہ

(رگھوبر دیال، جے آر مدھولکر، اور ایس ایم سیکری جسٹسز)۔

دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ، 1957 (1957 کا ایکٹ 66)، دفعہ 418(1)– مویشیوں کو ضبط کرنا-اختیارات کی منتقلی، دفعہ 99، تعزیرات ہند 1860 کے تحت نجی دفاع کا دائرہ کار۔

دہلی کارپوریشن کے لائسنسنگ انسپکٹر کی قیادت میں چھاپہ مار پارٹی کے ارکان نے 25 یا 30 آوارہ مویشیوں کو تحویل میں لیا تھا، انہیں مویشیوں کے تالاب میں لے جاتے وقت، تین اپیل کنندگان اور ان کے دوستوں نے لاٹھیوں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گئے۔

درخواست گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ (1) کمشنر کی جانب سے چھاپہ مار پارٹی تشکیل دینے والے افراد کے حق میں مویشیوں کو ضبط کرنے کا کوئی مناسب اختیار نہیں تھا، جن کی تفویض کردہ اختیار کے استعمال کی نگرانی کے لئے ذاتی موجودگی کسی بھی صورت میں اختیار کو تفویض کرنے کے حکم کے تحت ضروری تھی۔ (ii) مویشیوں کو "مالک کے بغیر" ہونے کے معنی میں "ترک" نہیں کیا گیا تھا، اور لہذا انہیں قانونی طور پر ضبط نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور (iii) یہ چوٹیں اپیل کنندگان نے جائیداد کے نجی دفاع کے اپنے حق کے قانونی استعمال میں دی تھیں۔

حکم ہوا: (1) کمشنر کے کیس کے بیان کے ساتھ عدالت کے سامنے پیش کیے گئے حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ کمشنر نے لائسنسنگ انسپکٹروں کو آوارہ مویشیوں کو ضبط کرنے کا اختیار دیا تھا۔ دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ، 1957 (1957 کا مرکزی ایکٹ 66) کی دفعہ

418(1) میں یہ ضروری نہیں تھا کہ اختیارات کی منتقلی کسی خاص، نامزد، افراد کو ہونی چاہیے اور نہ ہی تفویض کردہ اختیارات کے استعمال کی نگرانی کے لئے کمشنر کی ذاتی موجودگی ضروری تھی، حالانکہ حکم کی شرائط کے مطابق تفویض میرے سرپرستی، کنٹرول اور نظرثانی کے تابع تھا۔ [11E-F]۔

(ii) دفعہ 418(1) میں جس سیاق وسباق میں لفظ "ترک" آیا ہے، اس کا مطلب جو معقول طور پر اس سے منسلک کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ "لاوارث چھوڑ دیا جائے" اور یقینی طور پر "مالک سے محروم" نہیں۔ یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مقنّنہ کے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک قانون وضع کرے تاکہ "علاج کو آگے بڑھایا جاسکے اور شرارت کو دبایا جاسکے"۔ مقنّنہ نے جب دفعہ 418(1) میں "لاوارث" کا لفظ استعمال کیا تو اس کا ارادہ یہ کہنے کا نہیں تھا کہ مویشیوں کو "بے مالک" ہونا چاہئے۔[12E-G]
میکسویل آن انٹرپریٹیشن آف سٹیٹوٹس (گیارہواں باب) صفحہ 221-224 اور 266، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(3) تعزیرات ہند کی دفعہ 99 خاص طور پر کہتی ہے کہ کسی ایسے کام کے خلاف نجی دفاع کا کوئی حق نہیں ہے جو اپنے دفتر کے رنگ میں نیک نیتی سے کام کرنے والے سرکاری ملازم کی ہدایت پر موت یا شدید چوٹ کا اندیشہ پیدا نہ کرے۔ یہ تحفظ ان کاموں تک پھیلا ہوا ہے جو قانون کے ذریعہ سختی سے جائز نہیں ہوں گے۔ موجودہ معاملے میں قانون کے مطابق یہ عمل مکمل طور پر جائز تھا۔ اس طرح نجی دفاع کا کوئی حق نہیں تھا جس کا دعوی اپیل کنندگان کرسکیں۔[13B-C]

اپیلیٹ فوجداری دائرہ اختیار: 1963 کی فوجداری اپیل نمبری 24۔

پنجاب ہائی کورٹ (سرکٹ بنچ) کے 19 نومبر 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل 1962 کے کریمنل نظرثانی نمبر D-337 میں کی گئی۔

اپیل کنندگان کی طرف سے آر ایل کوہلی۔

جواب دہندہ کی طرف سے ایچ آر کھنہ اور آر این سچتھی۔

عدالت کا فیصلہ مدھولکر جسٹس نے سنایا۔

یہ اپیل پنجاب ہائی کورٹ کی جانب سے نظر ثانی کی درخواست مسترد کرنے کی سمری سے خصوصی اجازت کے ذریعے کی گئی اپیل ہیں۔

دہلی کے اسسٹنٹ سیشن جج نے دفعہ 148، دفعہ 333/149 اور تعزیرات ہند کی دفعہ 332/149 کے تحت آٹھ افراد پر مقدمہ چلایا۔انہوں نے ان میں سے پانچ کو بری کر دیا لیکن ہمارے سامنے موجود تینوں درخواست گزاروں کو تینوں جرائم کا قصوروار ٹھہرایا اور انہیں دفعہ 148 کے تحت جرم کے سلسلے میں ایک سال قید بامشقت، دفعہ 149/ 332 کے تحت جرم کے سلسلے میں دو سال قید بامشقت، دفعہ 333/149 کے تحت جرم کے لئے تین سال قید بامشقت کی سزا سنائی اور حکم دیا کہ تمام سزائیں ایک ساتھ چلیں گی۔

اپیل میں دہلی کے ایڈیشنل سیشن جج نے دفعہ 148 اور دفعہ 333/149 کے تحت جرائم کے لئے اپیل کنندگان کو دی گئی سزاؤں اور سزاؤں کو کالعدم قرار دے دیا، ہر اپیل کنندہ کی سزا کو دفعہ 332/149 کے تحت ایک سے تبدیل کر کے دفعہ 322 میں تبدیل کر دیا اور اس کے سلسلے میں وہی سزا سنائی جو اسسٹنٹ سیشن جج نے دفعہ 332/149 کے تحت جرم کے سلسلے میں دی تھی۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ 16 ستمبر 1961 کو دہلی میونسپل کارپوریشن کے لائسنسنگ انسپکٹر مختیار سنگھ نے کارپوریشن کی حدود میں آوارہ مویشیوں کو پکڑنے کے لئے ایک چھاپہ مار پارٹی کا اہتمام کیا تھا۔اس پارٹی میں انفورسمنٹ انسپکٹر بلبیر سنگھ، سینیٹری انسپکٹر ایچ کے بھنوٹ، ہیڈ کانسٹیبل کشن سنگھ، تین پیدل کانسٹیبل اور پانچ مویشی پکڑنے والے شامل تھے۔پارٹی صبح تقریبا 5 بجے موری گیٹ چوک کے پڑوس میں پہنچی اور بھینسوں اور گایوں پر مشتمل تقریبا 25 یا 30 آوارہ مویشیوں کو پکڑ لیا۔جب وہ انہیں نکلسن روڈ کے راستے نگم بودھ گھاٹ مویشی تالاب لے جا رہے تھے، تو تین اپیل گزار جو اپنے ساتھ لاٹھیاں لے کر جا رہے تھے، پارٹی کے پاس پہنچے اور انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے مویشیوں کو نہیں چھوڑا تو انہیں سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔پارٹی کے ممبروں نے انہیں بتایا کہ وہ کون

ہیں اور مویشی پکڑنے والوں نے انہیں اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ انہوں نے انہیں سمجھایا کہ آوارہ مویشیوں کو پکڑنا، انہیں ضبط کرنا ان کی ذمہ داری ہے اور اپیل کنندگان قواعد کے ذریعہ فراہم کردہ اقدامات کرکے انہیں رہا کروا سکتے ہیں۔ تاہم، اس سے صرف اپیل کنندگان کو غصہ آیا، جنہوں نے اپنے دوستوں سے لاٹھیوں کے ساتھ آنے کو کہا تاکہ وہ مویشیوں کو زبردستی چھوڑنے میں مدد کرسکیں۔ چیخ و پکار سن کر دیگر ملزمین لاٹھیوں کے ساتھ موقع پر پہنچے اور اپیل گزاروں کا ساتھ دیا اور ان سبھی نے پارٹی کے ارکان پر حملہ کیا، انہیں زخمی کیا اور مویشیوں کو زبردستی چھوڑ دیا۔ حملے کے نتیجے میں گواہ استغاثہ 2 کشن سنگھ کو شدید چوٹیں آئیں اور کچھ معمولی چوٹیں آئیں، گواہ استغاثہ 14 کھیم، گواہ استغاثہ 20 پدم سنگھ، پگواہ استغاثہ 10 اقبال سنگھ، گواہ استغاثہ 19 نیل بہادر، گواہ استغاثہ 12 رام مہر کو معمولی چوٹیں آئیں۔ اس واقعہ کو متعدد افراد نے دیکھا جو اس وقت موقع پر آئے تھے۔

آخر کار پولیس کے پاس ایک رپورٹ درج کرائی گئی، جانچ شروع کی گئی اور اپیل کنندگان اور دیگر ملزمین کو فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا، جنہوں نے قبل از وقت تفتیش کرنے کے بعد، سیشن کورٹ کے ذریعہ ان پر مقدمہ چلانے کا وعدہ کیا۔ ہمیں ان ملزمین کے دفاع سے کوئی سروکار نہیں ہے جنہیں بری کر دیا گیا تھا۔ درخواست گزاروں کا دفاع یہ تھا کہ وہ مویشیوں کو چرانے اور پانی دینے کے بعد لا رہے تھے اور جب وہ صبح تقریباً ساڑھے چار بجے موری گیٹ پہنچے تو کارپوریشن کے روزگار کے تحت لوگوں کا ایک مجموعہ ان سے ملا، ان سے مزدوری کی اور آخر کار انہیں ایک وین میں تھانے لے گیا۔ درخواست گزاروں کا مزید کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی جائیداد کے نجی دفاع کے حق کا استعمال کرتے ہوئے کام کیا تھا۔ ان کے دفاع کو مندرجہ ذیل عدالتوں نے مسترد کر دیا ہے۔

ہمارے سامنے مسٹر کوہلی جو اپیل کنندگان کی طرف سے پیش ہوئے ہیں، نے دو نکات اٹھائے ہیں۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ چھاپہ مار پارٹی کے پاس مویشیوں کو ضبط کرنے اور

ضبط کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اپیل کنندگان جو مویشیوں کے مالک تھے ان کو اپنی جائیداد کا نجی دفاع کرنے کا حق حاصل تھا، کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ اس حق کا استعمال کرتے ہوئے کیا تھا اور لہذا، دفعہ 332 کے تحت ان کی سزا قانون میں غلط تھی۔

آوارہ مویشیوں کو پکڑنے کا اختیار دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ، 1957 (66 سال 1957) کی دفعہ 418(1) میں شامل ہے، جو اس طرح چلتا ہے:

"اگر کسی گھوڑے، مویشی یا دیگر چار پاہ جانوروں یا پرندوں کو دفعہ 417 کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی احاطے میں رکھا جاتا ہے، یا لاوارث پایا جاتا ہے۔ میں اور کسی بھی سڑک یا عوامی مقام پر یا کارپوریشن کی کسی بھی زمین پر گھومتے ہوئے یا باندھے ہوئے، کمشنر یا اس کے ذریعہ بااختیار کوئی افسر انہیں ضبط کرسکتا ہے اور انہیں ضبط یا ایسی جگہ پر منتقل کرسکتا ہے جو حکومت یا کارپوریشن کی طرف سے ان جانوروں یا پرندوں کو پکڑنے اور ضبط کرنے کی لاگت کے لئے مقرر کی جائے ...... یا انہیں ہٹانا اور انہیں کھلانا اور پانی دینا ان جانوروں یا پرندوں کی فروخت یا نیلامی کے ذریعہ وصول کیا جائے گا۔"

کسی دوسرے نکتے کے سلسلے میں جو شق متعلقہ ہوگی وہ اس طرح ہے:
بشرطیکہ ایسے جانور یا پرندے کا دعویٰ کرنے والا کوئی بھی شخص ضبطی کے سات دن کے اندر انہیں ضبط کرنے، ضبط کرنے یا ہٹانے اور ایسے جانوروں یا پرندوں کو کھلانے اور پانی پلانے میں کمشنر کی طرف سے کیے گئے تمام اخراجات کی ادائیگی پر رہا کرسکتا ہے، اور دفعہ 417 کی دفعات کے تحت ان جانوروں اور پرندوں کو رکھنے کا لائسنس تیار کرسکتا ہے۔

اس دفعہ کے تحت اختیارات کمشنر کے ذریعہ تفویض کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن مسٹر کوہلی کے مطابق اس طاقت کے تفویض اس معاملے میں ثابت نہیں ہوا ہے . یہ سچ ہے کہ کمشنر کا دفعہ 418 (1) کے تحت اختیارات تفویض کرنے کا حکم کیس کے ریکارڈ پر نہیں ہے۔ تاہم، یہ پہلے رکھا گیا ہے۔ ہم

کیس کے بیان کے ساتھ چلتے ہے---وہ حکم اس طرح ہے:

دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ 1957 کی دفعہ 491 کے تحت مظہر کو جو اختیارات حاصل ہیں ان کا استعمال کرتے ہوئے مظہر ہدایت دیتا ہوں کہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 418(1) کے تحت مظہر کو جو اختیارات دیے گئے ہیں وہ مظہر کی نگرانی، کنٹرول اور نظر ثانی سے مشروط ہوں گے۔ وہ اختیارات کالم 3 کے اور کالم 4 کے شیڈول میں درج ہیں۔

دستخطِ پی. آر. نائک

کمشنر میونسپل کارپوریشن، دہلی

شیڈول

دفعہ	قسمِ اختیار	منصب میونسپل ملازمین	دائرہ اختیار
418(1)	کچھ جانوروں کو ضبط کرنا	لائسنسگ انسپکٹرس جانور پکڑنے والے	آوارہ جانوروں کے متعلق

مسٹر کوہلی نے تاہم کہا کہ اقتدار کی منتقلی مؤثر نہیں ہے کیونکہ ان کے مطابق اس کا مقصد اقتدار کا ایک عام وفد بنانا ہے اور اس میں ان افراد کے ناموں کی وضاحت نہیں کی گئی ہے جنہیں اقتدار تفویض کیا گیا ہے۔ ترتیب کے نیچے شیڈول کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ جانوروں کو پکڑنے کی طاقت خاص طور پر تفویض کی گئی ہے اور اس کے کالم 4 میں واضح طور پر اس کی نشاندہی کی گئی ہے:

"صرف آوارہ مویشیوں کے حوالے سے"

تیسرے کالم میں میونسپل ملازمین جن کو اختیارات تفویض کیے گئے ہیں ان کا عہدہ بھی دیا گیا ہے۔ اس سیکشن میں ان مخصوص افسران کے ناموں کی ضرورت نہیں ہے جن کے حق میں تفویض کردہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان افسروں کی نشاندہی کی جائے جنہیں اختیارات تفویض کیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جن افسران کو اختیارات تفویض کیے گئے ہیں ان کے عہدے کا صرف ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کیا گیا ہے . ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ دہلی کارپوریشن ایکٹ کی دفعہ 491 کسی بھی

میونسپل افسر یا ملازم کو بھیجنے کی اجازت دیتی ہے اور اس لئے مخصوص انفرادی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد مسٹر کوہلی کہتے ہیں کہ تفویض کے حکم میں جو الفاظ ہیں وہ "میری نگرانی، کنٹرول اور نظر ثانی سے مشروط ہوں گے، شیڈول کے کالم 3 میں درج میونسپل ملازمین کے ذریعہ بھی استعمال کی جائے گی" جس سے پتہ چلے گا کہ کمشنر کی موقع پر حقیقی موجودگی ضروری تھی۔ یہ کہنا کافی ہے کہ "میری نگرانی وغیرہ کے تابع ہوگا"، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ "میرے سپر ویژن وغیرہ کے تحت" اس حکم نامے میں صرف یہ غور کیا گیا ہے کہ میونسپل ملازمین کو اختیارات کی منتقلی مطلق نہیں ہے بلکہ کمشنر کے مجموعی اختیار کے تابع ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب بھی میونسپل ملازمین کے ذریعہ تفویض کردہ اختیارات کا استعمال کیا جاتا ہے تو کمشنر کو موجود ہونا ضروری ہوگا۔

مسٹر کوہلی نے زور دے کر دلیل دی کہ مویشیوں کو "لاوارث" نہیں کہا جا سکتا کیونکہ درخواست گزار جو ان کے مالک ہیں وہ دراصل جانوروں کے قریب موجود تھے جب انہیں پکڑا گیا تھا۔ لیکن یہ دلیل مندرجہ ذیل ہر عدالت کے فیصلے کے برعکس ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ گھیراو کرنے کی کارروائی میں آدھا گھنٹہ لگا اور مویشیوں کو پکڑ کر مویشیوں کے تالاب میں لے جانے کے بعد ہی اپیل گزار موقع پر نمودار ہوئے۔ اس دریافت کو چیلنج کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

حالانکہ، مسٹر کوہلی کی ایک زیادہ سنگین دلیل یہ ہے کہ دفعہ 418 کے تحت، جن مویشیوں کو کارپوریشن ضبط کر سکتی ہے، ان کا مالک نہیں ہونا چاہیے یا کارپوریشن کی کسی بھی سڑک، عوامی مقام یا زمین پر باندھا جانا چاہیے۔ مانا جاتا ہے کہ مذکورہ مویشیوں کو ایسی کسی جگہ پر نہیں باندھا گیا تھا اور اس لئے مسٹر کوہلی کا کہنا ہے کہ ان کی ضبطی جائز نہیں تھی۔ کوہلی نے اپنی اس دلیل کی حمایت میں کہ "ترک" کا مطلب کسی چیز کو اپنی ذمہ داریوں کو مکمل طور پر مسترد کرنا ہے تاکہ وہ چیز "بے مالک" ہو جائے، مسٹر کوہلی نے ہمیں لاء لیکسیکون اور آکسفورڈ ڈکشنری کا حوالہ دیا ہے۔ اس نے جن معانی پر بھروسہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

"ایک ایسی چیز جس پر پابندی عائد کی گئی ہو یا اسے ضبط یا گم شدہ قرار دیا گیا ہو، جسے چھوڑ دیا جائے، چھوڑ دیا جائے، یا گم شدہ اور چلے جانے کے طور پر چھوڑ دیا جائے یا گم شدہ قرار دیا جائے۔"وارٹن کی قانونی لغت."

"جانے دو، ہار مان لو، ترک کرو، چھوڑ دو۔ پکڑنا، استعمال کرنا یا مشق کرنا بند کرنا۔آکسفورڈ انگلش ڈکشنری، جلد اول"۔

آکسفورڈ ڈکشنری میں اس لفظ کا مطلب "چھوڑنا" بھی کہا جاتا ہے، آزاد کرنے کے لئے بھی؛"اس لفظ کے کئی دیگر معنی اس ڈکشنری کے ساتھ ساتھ وارٹن کے لاء لیکسیکون میں بھی دیئے گئے ہیں۔مؤخرالذکر میں اور جوویٹ کی ڈکشنری آف انگلش لاء میں بھی 'ترک' کے تحت ایسے واقعات دیئے گئے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف قوانین میں ترک کرنے کے مختلف معنی دیے گئے ہیں۔

اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ لفظ 'ترک' سے منسلک ہونے والے معنی اس سیاق وسباق پر منحصر ہوں گے جس میں یہ استعمال کیا جاتا ہے۔دفعہ 418(1) میں جس تناظر میں یہ بات سامنے آئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس معنی کو لفظ "ترک" کے ساتھ معقول طور پر منسلک کیا جا سکتا ہے، وہ اس معنی میں 'چھوڑ دیا جائے' کہ اسے لاوارث چھوڑ دیا جائے اور یقینی طور پر بے مالک نہیں ہے' مقنّنہ کے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے قانون وضع کرنا عدالت کی ذمہ داری ہے۔لہٰذا اگر مسودہ نگار کے استعمال کردہ کسی لفظ کو لغوی معنی دینے سے مقنّنہ کے مقصد کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا، یعنی کسی شرارت کو دبانا، تو عدالت ڈکشنری کے معنی یا اس لفظ کے مقبول معنی سے بھی الگ ہو سکتی ہے اور اس کے بجائے اسے ایک ایسا معنی دے سکتی ہے جو 'علاج کو آگے بڑھائے اور فساد کو دبا دے'۔(دیکھیے میکسویل برائے قوانین کی تشریح، گیارہواں جلد صفحہ 221-224 اور 266)۔ ہمارے سامنے قانون میں جب مقنّنہ نے "لاوارث" لفظ کا استعمال کیا تھا تو اس کا ارادہ یہ کہنے کا نہیں تھا کہ مویشیوں کو مالک کے بغیر ہونا چاہئے۔ یہ دفعہ 418 کی ذیلی دفعہ(1) کی شق میں پوشیدہ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص جس جانور کو اس

ذیلی دفعہ کے تحت ضبط کیا گیا ہے، اسے ضبط کرنے کے 7 دن کے اندر کچھ شرائط پوری کرنے پر رہا کیا جا سکتا ہے۔اس طرح کا دعویٰ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو ضبط کیے گئے جانور کا مالک ہو یا جس کے پاس کم از کم جانور کی تحویل ہو۔لہٰذا ہم مسٹر کوہلی کی جانب سے اٹھائے گئے پہلے نکتے کو قبول نہیں کر سکتے۔

یہ معلوم ہونے پر کہ چھاپہ مار پارٹی کو قانون کے مطابق مویشیوں کو ضبط کرنے کا حق حاصل ہے، نجی دفاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انڈین پینل کوڈ کی دفعہ 99 میں خاص طور پر کہا گیا ہے کہ کسی ایسے کام کے خلاف نجی دفاع کا کوئی حق نہیں ہے جو اپنے دفتر کے رنگ میں نیک نیتی سے کام کرنے والے سرکاری ملازم کی ہدایت پر موت یا شدید چوٹ کا اندیشہ پیدا نہ کرے۔تحفظ ان کاموں تک پھیلا ہوا ہے جو قانون کے ذریعہ سختی سے جائز نہیں ہوں گے۔لیکن یہاں قانون کے ذریعہ یہ عمل مکمل طور پر جائز تھا۔اس طرح دوسرے نکتے میں بھی کوئی مادہ نہیں ہے۔

اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and integrity of this document